طبی اخلاقیات

مولانا ڈاکٹر فہد انوار
اسلام آباد

دائرہ کار، ضوابط، اخلاقی قدریں

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں (دوسری اور آخری قسط)

⑨ - خوش گفتاری

خوش گفتاری یعنی اچھے طریقے سے بات کرنا نبی اکرم ﷺ کی عظیم سنت ہے۔ طبیب کے لیے اس کی اہمیت اس پہلو سے زیادہ ہے کہ دکھوں اور کرب میں مبتلا لوگ توقعات لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی چاہت ہوتی ہے کہ اس کی تکلیف جلد دور ہو جائے۔ دوسری طرف طبیب اکیلا ہوتا ہے جس کے لیے بیک وقت ان سب کو دیکھنا اور مطمئن کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے اور غصہ بھی آتا ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات رہنمائی فرماتے ہیں:

”عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما، قال: لم يكنِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فاحشا و لا متفحِّشا وكان يقول: إنَّ من خِيارِكم أحسنَكم أخلاقا.“

(صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، رقم: ٣٥٥٩)

”رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: تم میں زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔“

⑩ - صبر

طبیب کو چاہیے کہ مریض کا علاج کرتے ہوئے جو ناگواریاں پیش آئیں، ان پر صبر و حوصلہ سے کام لے، یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ خدمت کروا رہے ہیں، مثلاً مریض اور اس کے متعلقین کی سخت کلامی پر صبر

کرے۔ ایسے ہی علاج کرتے ہوئے بسا اوقات مریض کو زیادہ وقت دینا پڑ جاتا ہے، اس وقت بھی حوصلہ سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر دیگر مریضوں کا حرج ہو رہا ہو تو خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ احادیث میں صبر کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ، فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ، فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.‘‘

(صحيح البخاري، باب الاستعفاف عن المسألة، حديث نمبر: ۱٤٦۹)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا، تو آپ نے انہیں دیا، ان لوگوں نے پھر سوال کیا، تو آپ نے انہیں پھر دیا، یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرے پاس جو ہوگا اسے میں ذخیرہ بنا کر نہیں رکھوں گا، اور جو پاک دامن بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پاک دامن بنا دے گا، جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صبر کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور کسی کو صبر سے بڑھ کر کوئی خیر عطا نہیں کی گئی۔‘‘

’’عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ اَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.‘‘

(صحيح مسلم، باب المؤمن أمرهٗ كله خير، حديث نمبر: ۲۹۹۹)

ترجمہ: ’’حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بہت تعجب خیز ہے، کیونکہ اس کا ہر کام خیر ہی خیر ہے اور یہ (خوبی) ایمان والوں کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اس کو خوشی ملے تو اس پر شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے باعثِ خیر ہے اور اگر اسے مصیبت (پریشانی وغیرہ) آئے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے باعثِ خیر ہے۔‘‘

⓫- غصہ پر قابو

یہ بھی درحقیقت صبر ہی کا ایک شعبہ ہے۔ مریض یا اس کے متعلقین کی باتوں سے بسا اوقات طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے اور غصہ آتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل ارشاد سامنے رہے تو غصہ پر قابو پانا آسان

ہو جاتا ہے:

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ جَرْعَةً اَفْضَلَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَرْعَةِ غَيْظٍ، يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالٰى .‘‘ (مسند أحمد، مسند عبدالله بن عمرؓ، رقم: ٦١١٤، الرسالة)

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے زیادہ افضل گھونٹ کسی بندے نے کبھی نہ پیا ہوگا جو وہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پیتا ہے۔‘‘

⓬-مریض کو تسلی دینا

تکلیف میں مبتلا شخص کو تسلی دینا، اس کی ہمت بندھانا اور اس کا حوصلہ مضبوط کرنا، طبیب کی اہم ذمہ داری ہے۔ معالج کو چاہیے کہ مریض کے سامنے ایسے الفاظ کہے جس سے وہ پُراُمید رہے۔ آنحضرت ﷺ جب کسی کی عیادت کرنے جاتے تو اسے تسلی کے کلمات ارشاد فرماتے۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’حدثنا معلى بن أسد، حدثنا عبد العزيز بن مختار، حدثنا خالد، عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل علٰى أعرابي يعودهٗ، قال: وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل علٰى مريض يعودهٗ، قال: لا بأس، طهور إن شاء الله فقال لهٗ: لا بأس طهور إن شاء الله قال: قلت: طهور؟ كلا، بل هي حمى تفور، أو تثور، علٰى شيخ كبير، تزيره القبور، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: فنعم إذا.‘‘

(صحيح البخاري، باب علامات النبوة، رقم: ٣٦١٦)

’’نبی اکرم ﷺ ایک دیہاتی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو مریض سے فرماتے: ’’لا بأس طهور إن شاء الله‘‘ کوئی فکر کی بات نہیں، ان شاء اللہ! یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔‘‘ لیکن اس دیہاتی نے آپ کے ان مبارک کلمات کے جواب میں کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ پاک کرنے والا ہے، ہرگز نہیں، بلکہ یہ بخار ایک بوڑھے پر غالب آ گیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: پھر ایسا ہی ہوگا۔‘‘

ایک جگہ آپ ﷺ نے اس بات کی تعلیم دی کہ مریض کے پاس جانے والا اس کا حوصلہ بڑھائے:

’’إذا دخلتم على المريض فنفسوا له في أجله، فإن ذٰلك لا يرد شيئا، و يطيب بنفسه.‘‘ (جامع الترمذي، أبواب الطب، رقم: ٢٠٨٧)

’’جب تم مریض کے پاس جاؤ، تو اس کی زندگی کے بارے میں اس کا غم دور کرو (یعنی تسلی وتشفی

دلاؤ کہ فکر وغم نہ کرو، تم جلد ہی صحت یاب ہوجاؤ گے اور تمہاری عمر دراز ہوگی) اس لیے کہ (یہ تسلی و تشفی اگر چہ) کسی چیز کو (یعنی مقدر کے لکھے کو) ٹال نہیں سکتی، (مگر) مریض کا دل (ضرور) خوش ہوتا ہے۔''

معالج اگر مریض کے پاس جاتے ہوئے عیادت کی نیت کرلے تو اس کا مریض کو دیکھنا اور تسلی دینا سب عبادت ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے:

''عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ.''

(صحيح مسلم، أبواب البر والصلة والآداب، باب عيادة المريض، رقم: ٢٥٦٨)

''نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپسی تک جنت کے پھل چنتا رہتا ہے۔''

''عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُولُ: "مَنْ اَتٰى اَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا، مَشٰى فِيْ خَرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ.''

(سنن ابن ماجة، باب ما جاء في ثواب من عاد مريضا، رقم: ١٤٣٨)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے پاس آکر بیٹھنے تک جنت کے پھل چنتا آتا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس پر رحمت سایہ فگن ہوجاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔''

⓭- مریض کے ساتھ خیر خواہی

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، متفق عليه.''

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الرحمة والشفقة على الخلق، رقم: ٤٩٦٧)

ترجمہ: ''میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ پابندی کے ساتھ نماز

پڑھوں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، اور ہر مسلمان کے حق میں خیر خواہی کروں گا۔‘‘

نماز اور زکوٰۃ اسلام کے اہم ترین ارکان میں سے ہیں، اُن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، اور ’’خیر خواہی‘‘ کے ضمن میں بندوں کے تمام حقوق آجاتے ہیں۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ : لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ.‘‘

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، رقم:٥٥)

ترجمہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے (یعنی نصیحت اور خیر خواہی اعمالِ دین میں سے افضل ترین عمل ہے یا نصیحت اور خیر خواہی دین کا ایک مہتم بالشان نصب العین ہے) ہم نے (یعنی صحابہؓ نے) پوچھا کہ یہ نصیحت اور خیر خواہی کس کے حق میں کرنی چاہیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے۔‘‘

تمام مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں دین و دنیا کا فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے۔ اسی کا ایک پہلو یہ ہے کہ معالج مریض کے لیے وہ علاج تجویز کرے جو اس کے لیے مفید ہو۔ مریض چاہے بھی تو اسے مضر علاج تجویز نہ کرے۔ قتلِ رحمت Mercy killing میں مریض کی خواہش پر جو اس کی جان ختم کی جاتی ہے، یہ ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے۔ معالج اور ہسپتالوں میں کام کرنے والے عملے کو اس قسم کی باتوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔

⓮ - نگاہوں کی حفاظت

طبیب کو بکثرت نامحرم خواتین سے بھی واسطہ رہتا ہے۔ نیز مردوں کا معائنہ کرتے ہوئے بھی ان اعضاء کو دیکھنا پڑ جاتا ہے جن کا چھپانا فرض ہے۔ اسی طرح خواتین اطباء (لیڈی ڈاکٹرز) اور نرسوں کو مرد مریضوں کو بھی دیکھنا پڑ جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں اپنے خیالات کے ساتھ نگاہوں کی حفاظت کرنا ایک شرعی تقاضا ہے۔ طبیب کو چاہیے کہ جتنے عضو کا دیکھنا مرض کو سمجھ کر علاج کرنے کے لیے ضروری ہے، فقط اتنی جگہ کو دیکھے۔ مریض کی مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر بدنگاہی کا مرتکب نہ ہو۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم کو پریشان حال کی تکلیف کو دور کرنے کی نیت سے معائنہ کرے۔ خواتین معالجین ناگزیر صورت حال میں مردوں کا علاج کریں تو ممکنہ حد تک اپنے پردے کا بھی اہتمام کریں۔ سورۂ نور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔'' (النور:۳۰)

ترجمہ: ''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر جو جگہیں اس میں سے کھلی رہتی ہیں۔''

''عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلٰى مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا.'' (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر، رقم: ٣١٢٤)

یعنی ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی مسلمان اگر کسی عورت کے محاسن پر اول مرتبہ نظر پڑتے ہی اپنی نظر نیچی کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی حلاوت اسے محسوس ہوتی ہے۔''

''وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ.''

(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر، رقم: ٣١١٠)

یعنی ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: اے علی! پہلی نظر جو دفعۃً کسی عورت پر پڑ جائے وہ تو معاف ہے اور اگر تم نے نظر کو جمائے رکھا یا دوبارہ نظر ڈالی تو اس کا وبال قیامت میں تم پر ہوگا۔''

⑮-طب کے متعلق شرعی احکام جاننا

طبیب کے لیے اپنے شعبے کے متعلق شرعی احکامات کا علم حاصل کرنا فرض ہے، اس لیے کہ یہ علم اسے بتائے گا کہ کیا چیز حلال ہے اور کیا حرام؟ کیا درست ہے اور کیا غلط؟ کس موقع پر اسے کیا کرنا چاہیے اور کس چیز سے بچنا چاہیے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی سمجھ حاصل کرنا آدمی کی سعادت ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.''

(صحيح البخاري، كتاب العلم، باب مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، رقم: ٧١)

''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے اپنے دین کی سمجھ دیتا ہے۔''

دین کے کسی شعبے کے مسائل کا جاننا عظیم اجر وثواب کا باعث ہے، لہٰذا طبیب کے لیے اپنے شعبے کے متعلق شرعی احکامات کا علم ایک عظیم عبادت بھی ہے۔ اس حوالے سے آنحضرت ﷺ کی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو نصیحت ملاحظہ فرمائیں:

’’عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَبَا ذَرٍّ! لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللهِ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ، عُمِلَ بِهِ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ، خَيْرٌ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ.‘‘

(سنن ابن ماجة، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، رقم: ۲۱۹)

’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! اگر تم صبح کو جا کر قرآنِ کریم کی ایک آیت سیکھ لو تو یہ تمہارے لیے سو رکعات (نوافل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر علم کا ایک باب سیکھ لو، چاہے اس پر عمل کیا جائے یا نہیں تو ہزار رکعات (نوافل) سے بہتر ہے۔‘‘

صحیح علم کی روشنی میں معالج جائز دوا اور جائز علاج تجویز کرے گا۔ ایک جگہ نبی کریم ﷺ نے حرام دوا کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب آدمی اہلِ علم سے رابطہ کر کے دوا کے متعلق علم حاصل کرے۔ مندرجہ ذیل حدیث سے اس بات کی تاکید معلوم ہوتی ہے:

’’عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَام.‘‘

(سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، رقم: ۳۸۷۴)

’’اللہ تعالیٰ نے بیماری اور شفاء دونوں کو نازل فرمایا، لہٰذا علاج کرواؤ، البتہ حرام سے علاج مت کرو۔‘‘

اس حدیثِ پاک نے حلال سے علاج کو جائز رکھا ہے اور حرام سے ممنوع قرار دے دیا۔ مؤثر علاج کی عدم موجودگی میں حرام کے استعمال کی ایک الگ بحث ہے۔ طبیب کے لیے اس کا علم ہونا ضروری ہے، تا کہ وہ علاج کرتے ہوئے حرام کا مرتکب نہ ہو۔

طب کے میدان میں بطورِ خاص جدید تحقیقات کے ساتھ ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کا حل واضح طور پر کتاب وسنت میں موجود نہیں، مثلاً اعضاء کی پیوندکاری، آپریشن کی مختلف صورتیں، طبیب کی غلطی کی صورتیں، وغیرہ۔ ان مسائل کے شرعی حل کو جاننے کے لیے ماہرینِ فقہ نے کتاب وسنت کی ہدایات کی روشنی میں ہی ایک حل مقرر کیا ہے۔ طبی میدان میں کام کرنے والوں کو ان مسائل سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

⑯ - توکل

معالج کو اپنے اندر توکل کی صفت پیدا کرنی ضروری ہے۔ توکل درحقیقت توحید کا پھل ہے۔ جتنا اللہ

تعالیٰ کو معبودِ برحق اور تنِ تنہا مشکل کشا اور حاجت روا مانا جائے گا، اتنا ہی توکل کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوگا۔توکل کا آسان مطلب یہ ہے کہ سبب اختیار کرتے ہوئے نظر سبب کو پیدا کرنے والے پر ہو۔دوا اور علاج کرتے ہوئے معالج کو دل سے اس بات پر یقین ہو کہ اس دوا کو مؤثر بنانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔میرے علم کے مطابق یہ دوا اس مرض کو دور کرنے میں مفید ہے، لیکن اس کا فائدہ اور نقصان اکیلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور میری تمام تدابیر محض ایک ذریعہ ہیں۔اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا مندرجہ ذیل ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

’’عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.‘‘

(سنن الترمذي، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، حديث: ٢٥١٦)

’’حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ (یعنی اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہ ہو) اللہ تعالیٰ تیرا خیال فرمائے گا، اور دنیا و آخرت کی آفات و بلیات سے تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ کو یاد رکھ، جیسا کہ یاد رکھنا چاہیے، اس کو تو اپنے سامنے پائے گا، اور جب تو کسی چیز کو مانگنا چاہے تو بس اللہ سے مانگ، اور جب کسی ضرورت اور مہم میں تو مدد کا محتاج اور طالب ہو تو اللہ ہی سے امداد و اعانت طلب کر، اور اس بات کو دل میں بٹھا لے کہ اگر ساری انسانی برادری بھی باہم متفق ہو کر اور جڑ کر چاہے کہ تجھ کو کسی چیز سے نفع پہنچائے تو صرف اسی چیز سے تجھ کو نفع پہنچا سکے گی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دی ہے، اس کے سوا کسی چیز سے نہیں اور اسی طرح اگر ساری انسانی دنیا تجھ کو کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو صرف اسی چیز سے نقصان پہنچا سکے گی، جس سے نقصان پہنچنا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی تیرے لیے مقدر کر دیا ہے، اس کے سوا کسی چیز سے تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکے گا، اُٹھ چکے قلم اور خشک بھی ہو چکے صحیفے۔‘‘

۱۷- رجوع الی اللہ کا اہتمام

معالج (ڈاکٹر) کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے رہنے کی عادت اپنانی چاہیے۔علاج شروع

کرنے سے پہلے، علاج کے درمیان اور علاج کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے مدد اور مریض کے لیے شفا طلب کرنی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ کی دعائیں اس حوالے سے بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ دوا اور علاج شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے بھلائی اور خیر دل میں ڈالے جانے کی دعا کر لینی چاہیے، مثلاً مندرجہ ذیل مسنون دعائیں توجہ کے ساتھ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ درست بات کی طرف رہنمائی ہو جائے گی:

''اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ'' (سنن الترمذي، أبواب الدعوات، رقم: ٣٤٨٣)

''اے اللہ! مجھے میری بھلائی سجھا دیجیے اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ میں رکھیے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ جب بھی کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھ لیتے:

''اللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ.'' (أيضا، رقم: ٣٥١٦)

''اے اللہ! میرے لیے بہتر کا انتخاب فرما اور میرے لیے بہتر پسند فرما۔''

اسی طرح علاج ودوا کے بعد بھی شافیِ حقیقی سے اپنے مریضوں کی شفایابی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....